Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
فون ۴۲۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
قائمقام ایڈیٹر یوسف سہیل شوق
جلد ۷۶/۴۱ | سوموار ۲ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ ۱۵ وفا ۱۳۷۰ہش ۱۵ جولائی ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۵۷

حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی طبیعت بہت بہتر ہے

ربوہ: ۱۴ وفا (جولائی) مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب لندن نے مورخہ ۱۳ جولائی ۹۱ء کو حضرت سیدہ بیگم صاحبہ حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق حسب ذیل اطلاع دی ہے۔
"محض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت بہتر ہے۔ ڈاکٹر تسلی میں ہیں"
احباب کرام پوری توجہ اور درد و الحاح سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ بیگم صاحبہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"سچے تقویٰ کے بغیر کوئی راحت اور خوشی مل ہی نہیں سکتی، تو معلوم کرنا چاہیئے کہ تقویٰ کے بہت سے شعبے ہیں جو عنکبوت کے تاروں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ تقویٰ تمام جوارح انسانی اور عقائد زبان اخلاق وغیرہ سے متعلق ہے۔ نازک ترین معاملہ زبان سے ہے۔ بسا اوقات تقویٰ کو دُور کر کے ایک بات کہتا ہے اور دل میں خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے یوں کہا اور ایسا کہا، حالانکہ وہ بات بُری ہوتی ہے۔ مجھے اس پر ایک نقل یاد آئی ہے کہ ایک بزرگ کی کسی دُنیادار نے دعوت کی۔ جب وہ بزرگ کھانا کھانے کے لئے تشریف لے گئے تو اس متکبّر دُنیادار نے اپنے نوکر کو کہا کہ فلاں تھال لانا جو ہم پہلے حج میں لائے تھے اور پھر کہا دوسرا تھال بھی لانا جو دوسرے حج میں لائے تھے اور پھر کہا کہ تیسرے حج والا بھی لیتے آنا۔ اُس بزرگ نے فرمایا کہ تُو تو بہت ہی قابلِ رحم ہے۔ ان تینوں فقروں میں تُو نے اپنے تین ہی حجّوں کا ستیاناس کر دیا۔ تیرا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ تُو اس امر کا اظہار کرے کہ تُو نے تین حج کئے ہیں۔ اس لئے خدا نے تعلیم دی ہے کہ زبان کو سنبھال کر رکھا جائے اور بے معنی، بیہودہ، بے موقع غیر ضروری باتوں سے احتراز کیا جائے۔"
(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۸۰)

ولادت

○ محترم مولانا محمد صدیق صاحب شاہد گورداسپوری کے بیٹے مکرم محمد سعید خالد مربی سلسلہ کو خدا تعالیٰ نے مورخہ ۲۸ جون ۹۱ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ جس کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دانیال تجویز فرمایا ہے نومولود مکرم چوہدری غلام احمد صاحب کا نواسہ ہے اور وقف نو شامل ہے۔

○ مکرم طارق محمود صاحب پانی پتی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۹۱ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ نومولودہ کا نام دُرِّ مکنون تجویز ہوا ہے۔ عزیزہ نومولودہ مکرم شیخ مبارک محمود پانی پتی کی پوتی اور مکرم شکور بھائی صاحب چشمے والے کی نواسی ہے۔ نومولودہ بفضلہ تعالیٰ وقف نو میں شامل ہے۔ احباب کرام سے عزیزہ کے صحت و تندرستی والی طویل عمر پاتے اور نیک و خادمہ دین ہوتے کے لئے دعا کی درخواست ہے

اسیرانِ راہِ مولیٰ کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

وحدت کے لئے صبر و تحمل کی طاقت اپنے اندر پیدا کرو

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"ایک بھاری جماعت پر جو فضل الٰہی ہوتا ہے وہ چند آدمیوں کی جماعت پر نہیں ہو سکتا۔ ایک گھر کی آسودگی اور آرام کا فضل اگر کوئی حاصل کرنا چاہے تو جب ہی ہوگا کہ اسے ماما ئیں۔ خدمتگار اور سونے کھانے، پینے، نہانے وغیرہ کے الگ الگ کمرہ اور ہر ایک کا الگ الگ اسباب ہونے کی مقدرت ہو۔ ایسے ہی اگر ترقی کرتے جاؤ تو بادشاہت اور سلطنت کے فضل کا اندازہ کر سکتے ہو۔ اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب تک تم لوگوں میں باوجود اختلاف کے ایک عام وحدت نہ ہوگی اور ہر ایک تم میں سے دوسرے کو فائدہ پہنچانے کی کوشش میں نہ لگا رہے گا تم خدا کے اس فضل عظیم کو حاصل نہ کر سکو گے۔ جو ایک بھاری مجمع پر ہوتا ہے۔ ... میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ وحدت کی روح کو جو کہ صحابہ کرام میں پھونکی گئی تھی اس کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے تعبیر کیا ہے اس کی وحدت کے پیدا ہونے کے لئے چاہیئے کہ آپس میں صبر اور تحمل اور برداشت ہو۔ اگر یہ نہ ہوگا۔ اور ذرا ذرا سی بات پر رد ہو گئے تو اس کا نتیجہ آپس کی پھوٹ ہوگا اسی وحدت کی بنیاد کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ.. ... یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان کی اطاعت اسی حال کر سکو گے جبکہ تم میں تنازع نہ ہو۔ اگر تنازعات ہوں گے تو یاد رکھو کہ قوت کی بجائے تم میں بزدلی پیدا ہوگی۔ اور جو تمہاری ہوا بندھی ہوئی ہوگی وہ نکل جائے گی۔ یہ بات تم کو صبر اور تحمل سے حاصل ہو سکتی ہے ان کو اپنے اندر پیدا کرو۔ تب خدا کی معیت تمہارے شاملِ حال ہو کر وحدت کی روح پھونکے گی۔ پس اگر تم کوئی طاقت اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہو اور مخلوق کو اپنے ماتحت رکھنا چاہتے ہو تو صبر اور تحمل سے کام لو اور تنازع مت کرو۔ اگر چشم پوشی سے باہم کام لیا جاوے تو بہت کم نوبت فساد کی آتی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ لوگ جسمانی بیماریوں کے لئے تو علاج اور دوا تلاش کرتے ہیں لیکن روح کی بیماری کا فکر کسی کو بھی نہیں ہے۔"
(خطبہ عید الفطر ۹ دسمبر ۱۹۰۴ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۵ وفا ۱۳۷۰ ہش — ۱۵ جولائی ۱۹۹۱ء

دنیا کی سرداری کا دعویٰ کس طرح؟

دورِ حاضر میں روپے کی چمک دمک نے جو بہت سے نقصانات کئے ہیں ان میں سے ایک اہم اور تکلیف دہ نقصان یہ ہے کہ بہت سے نوجوان تیز رفتاری سے دولت حاصل کرنے کی دھن میں بہہ کر علم کے حصول سے بیگانہ ہوتے جا رہے ہیں۔ بعض نوجوان جو اچھے خاصے پڑھائی کر رہے تھے وہ تعلیم کے ایک مرحلے پر آکر رک گئے اور اپنے بڑوں سے اور دیگر جاننے والوں سے یہ سوال کرنے لگے کہ "میں یہ تعلیم حاصل کر کے کیا کروں گا"۔ ان کے سوال میں یہ جواب پوشیدہ ہوتا ہے کہ دنیا جس قدر دولت کما رہی ہے اس میں بہت سا حصہ ایسے لوگوں کا ہے جنہوں نے تعلیمی میدان میں کوئی کارنامہ نہیں کیا۔ بلکہ معمولی تعلیم کے بعد بھی انہوں نے اچھی خاصی کمائی شروع کر دی ہے۔ بعض بڑوں کے نزدیک یہ سوال لاجواب کر دینے والا بھی ہے۔ اور نوجوانوں کے ذہنی خلفشار کا بھی سبب دراصل یہی سوال ہے۔

کیا واقعی نوجوانوں کو یہ سوال مضطرب کر رہا ہے؟ اگر یہی حقیقت ہے تو ہم اپنے عزیز نوجوانوں کو یہ بات ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں کہ وہ دولت کی عارضی چمک دمک اور عزت و آبرو اور وقار و عظمت کی حامل مستقل زندگی میں بڑی احتیاط اور غور و فکر سے فرق کریں۔ آج ایک شارٹ کٹ حاصل کر کے آپ اچھا بھی کما سکتے ہیں۔ لیکن کیا یہ شارٹ کٹ آپ کو معاشرے میں عزت و احترام بھی دے گا۔ کیا آپ کے والدین بہن بھائی آپ کا ذریعہ آمد بتاتے ہوئے شرمائیں گے تو نہیں۔ خدانخواستہ ہمارا مقصد یہ نہیں کہ کوئی بھی ذریعہ آمد جس سے حلال کی روٹی ملتی ہو وہ ناقص یا خراب ہے بلکہ بتانے کی بات یہ ہے کہ جب ایک پڑھا لکھا شخص اپنی نوکری اور تنخواہ بتاتا ہے تو اس کے ساتھ بیٹھا ہوا شخص اپنی آمد تو بتا دیتا ہے مگر ذریعہ آمد کا ذکر کرنے میں وہ کوئی فخر محسوس نہیں کرتا۔ جہاں ایک پڑھے لکھے شخص کو محض اس کی تعلیم کی وجہ سے عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جائیگا وہاں ایک کم پڑھے لکھے کو دنیا کے کسی بھی کونے میں چلے جائیں وہ احترام نہیں ملے گا، جو تعلیم یافتہ کو ملے گا۔

اب آئیے اعلیٰ خاندانوں سے رشتہ جوڑنے کی بات کی طرف۔ ایسے نوجوانوں کو جو پڑھ لکھ تو نہیں سکے لیکن اچھا کماتے ہیں کبھی بھی کسی پڑھی لکھی فیملی کا رشتہ نہیں ملے گا بلکہ میٹرک پاس کو اسی تعلیمی قابلیت کی لڑکی عموماً مل سکے گی۔ اس سے معاشرے میں وقار اور احترام کا جو مرتبہ ہے وہ کبھی بھی اس کو حاصل نہ ہو سکے گا۔

نوجوانوں کو ایک قیمتی نصیحت پلے باندھنی چاہیئے کہ اپنی ذات سے بلند ہو کر سوچیں۔ اگر ہم بحیثیت قوم ترقی کرنا چاہتے ہیں، دنیا بھر میں عزت و احترام کا مرتبہ پانا چاہتے ہیں تو تعلیم کو پہلی اور عارضی چمک دمک کو ثانوی حیثیت دیں۔ نچلی سطح پر دولت کمانے والی قومیں دنیا کی سرداری کا دعویٰ نہیں کر سکتیں۔ دنیا میں عزت کا دعویٰ سائنسدان، ڈاکٹر انجنیئر، پی ایچ ڈی اور ایم اے کے ڈگری ہولڈر ہی کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں۔

گھنگھور گھٹا آئی ہے برسے کہ نہ برسے
کب تک کوئی سیہ ہوا بیٹھے اسی ڈر سے
ساقی ترے میخانے کو ہم دیں گے دعائیں
تو دیکھ کہ اب کوئی بلانوش نہ ترسے

——— ابوالاقبال

○

جو شب کو اہتمامِ چراغاں نہ کر سکے
پیدا کبھی وہ مطلعِ تاباں نہ کر سکے

دیکھا ہے اِن مناظرِ قدرت کو بارہا
یہ بھی ہمارے درد کا درماں نہ کر سکے

ابر و بہار و چشمہ و کوہسار و لالہ زار
مغموم دل ہمارے کو شاداں نہ کر سکے

سمجھے تھے جن کو باعثِ تسکینِ دردِ دل
وہ بھی نشاطِ روح کا ساماں نہ کر سکے

پڑھ پڑھ کے تھک گئے ہیں مگر یہ علومِ نَو
روشن ہمارا کلبۂ احزاں نہ کر سکے

کر لیں ہیں اہلِ علم نے سب مشکلات حل
پر مشکلاتِ عشق کو آساں نہ کر سکے

تر دامنی ہیں اور ریاء کار بڑھ گیا
پاک اس کے دل کو دیدۂ گریاں نہ کر سکے

کتنا ہے خوش نصیب ظفر آج تک جسے
دنیا کے حادثات پریشاں نہ کر سکے

ظفر محمد ظفر

یہی وقت خدمت گذاری کا ہے

ایک وقت آئے گا کہ اس وقت کا دیا ہوا پیسہ خواہ وہ پہاڑ کے برابر ہو آج کے دئے ہوئے ایک پیسہ کے برابر بھی قیمت نہ رکھے گا۔ جیسا کہ حضور نے فرمایا!

"پس چاہیئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گذاری کا ہے۔ اس کے بعد وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسے کے برابر نہ ہوگا"

اس وقت کی قدر و قیمت جانتے ہوئے مجاہدین کرام اپنے وعدوں کی ادائیگی جلد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضلِ عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

سُبُلَنَا کے متعلق بعض لوگ سوال کیا کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔۔۔۔۔۔ (الانعام آیت ۱۵۴) یعنی یقیناً یہ میرا سیدھا راستہ ہے پس اسکی اتباع کرو اور مختلف راستوں کے پیچھے نہ پڑو ۔ ورنہ وہ تمہیں خدا تعالیٰ کے راستہ سے ادھر ادھر لے جائیں گے ۔ گویا خدا تعالیٰ کا ایک ہی راستہ ہے اور شیطان کے کئی راستے ہیں مگر سُبُلَنَا میں بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے بھی کئی راستے ہیں ۔ سو اسکے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ ان دونوں میں کوئی حقیقی اختلاف نہیں بلکہ جہاں (یہ میرا راستہ ہے اس پر چلو) کہا گیا ہے وہاں یہ مراد ہے کہ خدا تک پہنچنے کے لئے مختلف مذاہب کے قبول کرنے کی ضرورت نہیں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس پر چل کر انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے اور سُبُلَنَا سے یہ مراد ہے کہ روحانی ترقیات کے غیر محدود راستے ہیں اور ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا راستہ آجاتا ہے ۔ جب مومن خدا تعالیٰ تک پہنچانے والے ایک راستہ پر چلتے ہیں تو انہیں قرب کے اور راستے بتائے جاتے ہیں ۔ اور جب وہ ان پر بھی چلنا شروع کر دیتے ہیں ۔ تو اللہ تعالیٰ انکی ترقی کے اور مواقع پیدا کر دیتا ہے اسطرح قدم بقدم وہ نیکی اور عرفان کے میدان میں بڑھتے چلے جاتے ہیں ۔ بعض لوگ اس سے یہ بھی استدلال کرتے ہیں کہ (اللہ محفوظ رکھے) رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپکے احکام پر عمل کرنا ضروری نہیں بلکہ ہندو عیسائی سکھ اور پارسی وغیرہ اپنے اپنے طریق پر چل کر بھی نجات حاصل کر سکتے ہیں مگر یہ درست نہیں کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ صراحتاً فرماتا ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ یعنی اے محمد رسول اللہ ! تو لوگوں سے کہدے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو ۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرنے لگ جائیگا ۔ پس یہ ہرگز درست نہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر بھی خدا مل سکتا ہے ۔ اسکا صرف یہ مطلب ہے کہ جب کوئی شخص سچے دل سے کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہدایت کا راستہ بتا دیتا ہے اور وہ ہدایت اسطرح ملتی ہے کہ یا تو رویاء اور کشوف کے ذریعہ ایسے شخص پر اسلام کی صداقت کھول دی جاتی ہے اور یا پھر اسکے دل میں اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا کر دی جاتی ہے ۔ اور وہ آپؐ کو قبول کر کے اور آپؐ کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کر لیتا ہے ورنہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور اسلام کی متابعت کے بغیر کبھی نجات حاصل نہیں ہو سکتی ۔

آخر میں (اور یقیناً اللہ تعالیٰ محسنوں کے ساتھ ہے) فرما کر اللہ تعالیٰ نے ان تمام ابتلاؤں اور آفات کی طرف اشارہ فرما دیا جن کا اس سورۃ کے شروع سے ذکر چلا آرہا ہے اور بتایا ہے کہ تم پھونکوں سے ہنڈیا نہیں پکا سکتے تم خلال سے پہاڑ نہیں کھود سکتے ۔ تم اگر اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہیں ہر قسم کے امتحانوں میں ثابت قدم رہنا پڑے گا ۔ اور قربانیوں کی آگ میں متواتر اپنے آپ کو جھونکنا پڑے گا ۔ اگر ایسا کرلوگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ہر میدان میں کامیابی عطا فرمائے گا اور وہ تمہارے لئے ایسی غیرت دکھلائے گا کہ کوئی ماں اپنے بچے کے لئے ایسی غیرت نہیں دکھا سکتی ۔ صرف ضرورت اس امر کی ہے کہ تم خدا تعالیٰ پر سچا ایمان رکھو اور اسکے دین کی خاطر کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کرو ۔

حقیقت یہ ہے کہ گو اس دنیا میں ہزاروں مذہب پائے جاتے ہیں اور ہر مذہب کا پیرو دوسرے مذاہب کے پیروؤں سے شدید اختلاف رکھتا ہے لیکن سینکڑوں اختلافات کے باوجود دنیا کے تمام مذاہب کے پیرو اس امر پر متفق ہیں کہ مذہب کی حقیقی غرض اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے اور جب مذہب کی اصل غرض یہی ہے تو ایک دیانتدار انسان کا فرض ہے کہ وہ ہر وقت اپنے اعمال کا جائزہ لیتا رہے اور یہ دیکھتا رہے کہ اس نے کہاں تک ان پھلوں کو حاصل کیا ہے جو سچے مذہب پر چلنے کے نتیجہ میں حاصل ہوا کرتے ہیں ۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے اس نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے ۔ مگر اسکا یہ مفہوم نہیں کہ اگر درخت کو پھل نہ لگا ہو تو درخت پہچانا نہیں جا سکتا ۔ معمولی زمیندار بھی چاہے وہ باغبان نہ ہو درختوں کو بغیر پھل کے پہچان لیتے ہیں ۔ کیونکہ درختوں کی شاخیں اور پتے الگ الگ قسم کے ہوتے ہیں ۔ آم کا پتہ الگ قسم کا ہوتا ہے ۔ انار کا پتہ الگ قسم کا ہوتا ہے شہتوت کا پتہ الگ قسم کا ہوتا ہے ۔ لیچی کا پتہ الگ قسم کا ہوتا ہے ۔ مالٹے کا پتہ الگ قسم کا ہوتا ہے ۔ سیب کا پتہ الگ قسم کا ہوتا ہے ۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ایک پنجاب کا رہنے والا آدمی افغانستان یا کشمیر کے درختوں کو نہ پہچان سکے ۔ لیکن عام درخت جو اسکے علاقہ میں پائے جاتے ہیں انکو وہ پہچان لیتا ہے خواہ ان درختوں کو پھل نہ لگا ہوا ہو ۔ پس حضرت مسیح ناصریؑ کے اس قول کے یہ معنے نہیں کہ جب تک درخت پر پھل نہ لگے وہ پہچانا نہیں جاتا ۔ بلکہ اسکے معنے یہ ہیں کہ درخت کی اصل قیمت اس وقت ہوتی ہے جب اسے پھل لگا ہوا ہو ۔ چنانچہ دیکھ لو ہر آم کے درخت کو آم لگتے ہیں لیکن بعض آم اس قسم کے ہوتے ہیں کہ وہ کھانے کے کام نہیں آتے بلکہ لوگ انکا اچار ڈال لیتے ہیں اور بعض ایسے ردّی ہوتے ہیں کہ اچار کے کام بھی نہیں آتے ۔ اور بعض آم ایسے ہوتے ہیں جو سو دو سو روپیہ سینکڑہ بکتے ہیں ۔ اب نام تو سب کا آم ہی ہوتا ہے لیکن بعض درختوں کا پھل بہت مہنگا بکتا ہے ۔ اور باغبان انکی خاص طور پر حفاظت کرتا ہے اور بعض درختوں کے ردی پھل کو دیکھ کر باغبان کاٹ ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ ان کی جگہ میں کوئی اور پودا لگاؤں گا ۔

اسی طرح مذہب بھی اپنے ساتھ بعض پھل رکھتا ہے ۔ اگر وہ پھل کسی شخص میں پائے جائیں تو اسکے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ سچے مذہب کا پیرو ہے لیکن اگر وہ پھل نہ پائے جائیں تو محض زبان سے کسی مذہب کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا اسے نجات نہیں دے سکتا خود حضرت مسیح ناصری کا ایک حواری ایسا تھا جس نے تیس درہم یعنی ساڑھے سات روپے میں حضرت مسیحؑ کو بیچ دیا ۔ بیچنے کا لفظ اسلئے بولا جاتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو پولیس تلاش کرتی رہتی تھی لیکن آپ انکے ہاتھ نہیں آتے تھے ۔ آپکو پولیس کی آمد کا علم ہو جاتا تھا ۔ اور آپ وہاں سے روپوش ہو جاتے تھے ۔ ایک شخص جو کہ کئی سال تک دھڑلے سے اپنی تبلیغ دنیا کو پہنچاتا رہا اور لوگوں کے سامنے تقریریں کرتا رہا ۔ اسکے متعلق ہم یہ تو نہیں سمجھ سکتے کہ پولیس اسے پہچان نہ سکتی تھی ۔ پولیس آپ کو پہچانتی تو تھی ۔ لیکن معلوم ہوتا ہے مسیح علیہ السلام ایسے طور پر رہتے تھے کہ لوگوں کو آپکا علم نہ ہوتا ۔ جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کرتے ہوئے اپنے اردگرد ایسے طور پر چادر لپیٹ لی کہ کوئی آپ کو پہچان نہ سکے ۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر سے پوچھا کہ یہ آپ کے ساتھ کون ہے تو آپؓ نے فرمایا یہ میرا ہادی ہے ۔ ہادی کے دونوں معنی ہو سکتے ہیں ۔ یہ بھی کہ یہ میرا آقا ہے اور یہ بھی کہ یہ مجھے راستہ دکھانے والا ہے ۔ اس شخص نے سمجھا کہ یہ شخص راستہ دکھانے والا ہے ۔ اور وہ خاموشی سے چلا گیا ۔ یہ سچ کا سچ تھا اور بات کا پتہ بھی نہ لگ سکا ۔ اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام لباس وغیرہ تبدیل کر لیتے تھے ۔ اور جگہ بدل لیتے تھے ۔ اور پہچانے نہ جاتے تھے ۔ آخر پولیس نے یہ تجویز کی کہ مسیح کے حواریوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ ملا یا جائے ۔ چنانچہ انہوں نے یہودا اسکریوطی کو تیس درہم دے کر اپنے ساتھ ملا یا ۔ اس نے کہا کہ مجلس میں میں جس کے ہاتھ پر بوسہ دوں وہی مسیح ہوگا ۔ چنانچہ وہ مجلس میں آیا اور اسنے آتے ہی ' اے استاد کہہ کر حضرت مسیح علیہ السلام کے ہاتھ کو چوم لیا اس پر پولیس نے آپکو گرفتار کر لیا ۔ اب وہ شخص بھی بظاہر مومن کہلاتا تھا ۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کے حواریوں میں اپنے آپ کو شامل کرتا تھا ۔ مگر اپنی بدبختی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کا موجب بن گیا حضرت مسیح علیہ السلام کو پکڑوانے سے پہلے وہ آپکے ساتھ کھانا کھا رہا تھا ۔ کہ آپ نے الہام کے ذریعے خبر پا کر بتایا کہ جو شخص میرے پکڑوانے کا موجب ہوگا اسکا اور میرا ہاتھ اس وقت پیالے

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لطیف احمد جاوید ۔ اسلام آباد

تربیت اولاد کے ۲۶۔ اصول

قوموں کے عروج و زوال کی داستانوں کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی قوم آگے بڑھتی ہے جو اگلی نسل اپنے سے اعلیٰ پیدا کرے، یا کم از کم اپنے معیار پر۔ اور ہلاک ہو جاتی ہے وہ قوم جو اپنی اگلی نسل کی اعلیٰ تربیت نہیں کر سکی۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کا قدم اللہ تعالیٰ کے فضل سے آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے ہمیں اپنے بچوں کی تربیت پر خصوصی توجہ دینا ہوگی۔ قدرت ثانیہ کے مظہر ثانی حضرت فضل عمر تربیت اولاد کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"جو لوگ ان باتوں کی طرف توجہ نہیں کرتے وہ قوم کو تباہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ اولاد نے بھی آگے قوم بننا ہے۔"

(منہاج الطالبین ۔ صفحہ ۴۰)

قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث حضرت مرزا ناصر احمد صاحب اگلی نسل پر پڑنے والی ذمہ داریوں کے ضمن میں اس خواہش کا اظہار فرماتے ہیں کہ ہماری اگلی نسل کو دینی قربانیوں میں ہم سے بھی آگے نکل جانا چاہیئے۔ فرمایا۔

"میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے جتنی تمہیں توفیق ملے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ مجھ سے بڑھ کر تمہیں توفیق ملے خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دینے کی۔ اور مجھ سے زیادہ تم اس کے فضلوں کے وارث بنو۔ پس دعائیں کریں۔"

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ ۱۹۷۸ء)

تربیت اولاد کی مذکورہ بالا غرض و غایت پاکیزہ اور پرعزم خواہشات اور دعاؤں کے پس منظر میں ہمیں سوچنا ہوگا ہم اپنا یہ گوہر مقصود کیونکر حاصل کر سکتے ہیں۔ احمدی بچوں کی تعلیم و تربیت اور اصلاح کے لئے کوئی نیا لائحہ عمل یا شیڈول دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ احمدی بچوں کو ہی یہ منفرد حیثیت حاصل ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک فعال انسٹی ٹیوٹ موجود ہے جس کے پیچھے بڑے بڑے دعاؤں کی منصوبہ بندی ہے۔ ان کی بہتری و ترقی کے منصوبے اس وقت سے بن رہے ہوتے ہیں جبکہ ابھی وہ کھیل کود میں مشغول ہوتے ہیں۔ ان کے لئے بزرگان سلسلہ رات کے پچھلے پہر اٹھ کر درد بھری دعائیں کر رہے ہوتے ہیں۔ جبکہ وہ میٹھی نیند سو رہے ہوتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہے جو آسمان سے برس رہی ہے پس وہ آگے بڑھیں اور اپنی جھولیاں لبالب بھر لیں۔ ان حالات میں یہی مختصر و جامع مشورہ دیا جا سکتا ہے کہ بچوں کو جماعت اور ذیلی تنظیموں کے مقامی اور مرکزی تربیتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے۔ اگر وہ پابندی سے ایسا کریں گے تو باقی سب کچھ وہ خود ہی پا لیں گے۔ کیونکہ ان پروگراموں میں درس قرآن بھی ہوتا ہے اور درس حدیث بھی درس کتب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ بھی ہوتا ہے اور امام ہمام کے ارشادات و تحریکات بھی وہاں ذہنی و جسمانی دونوں قسم کی تربیت کا مواد میسر ہوتا ہے نماز باجماعت کی عادت ڈالیں۔ لیکن عمدہ نتائج حاصل کرنے کے لئے ہمیں ایک قدم اور نیچے آنا ہوگا۔ ہمیں بچے کی اس عمر کو بھی زیر بحث لانا ہوگا۔ جبکہ وہ صرف والدین اور اہل خانہ کی نگرانی میں پرورش پا رہا تھا۔ یعنی یوم پیدائش سے سات سال کی عمر تک کا زمانہ، عمدہ دماغ اعلیٰ کردار اور بہترین اخلاق کے حامل اطفال و خدام مہیا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ والدین اس حصہ عمر میں بچوں کے تربیتی پہلو کو نظر انداز نہ کریں جیسا کہ عموماً ہو جاتا ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق بچے کی تربیت ماں کے بطن سے شروع ہو جانا چاہیئے۔ یورپ میں اس پر کئی تجربات ہو چکے ہیں۔ کہ بچہ ماں کے پیٹ میں ہی سیکھنا شروع کر دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میاں بیوی کے اختلاط کے وقت ایک مخصوص دعا پڑھنے کی تلقین فرما کر اور پیدائش کے بعد کان میں اعلان توحید کہنے کا ارشاد فرما کر بہت پہلے اس حقیقت کو واضح کر دیا تھا۔ آپ کا ارشاد ہے کہ مرد اور عورت ہم صحبت ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

ترجمہ:۔ اے اللہ تعالیٰ ہم کو شیطان سے دور رکھ اور دور رکھ شیطان کو اس چیز سے جو تو نے ہمیں بخشی۔

حضرت فضل عمر (اللہ کی رحمتیں آپ پر ہوں) کی نظر کامل نے بھی اس حقیقت کو پایا اور چھبیس نصائح پر مشتمل ایک لائحہ عمل والدین کے لئے "منہاج الطالبین" میں ارشاد فرمایا ہے میں ان کا خلاصہ اپنے الفاظ میں مختصر تشریح کے ساتھ، یہ استدعا کرتے ہوئے احباب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ وہ کتاب مذکورہ میں ان کا مطالعہ کریں اور ان کی افادیت، اہمیت اور تفاصیل ذہن نشین کر لیں۔ اور اپنی عملی زندگی میں کما حقہ، ان سے استفادہ کریں۔

۱۔ پیدائش کے بعد بچے کے کان میں اعلان توحید کرنا پہلا تربیتی عمل ہے۔

۲۔ بچے کو صاف و پاک رکھا جائے کہ ظاہری صفائی باطنی صفائی کا موجب بنتی ہے۔

۳۔ بچے کو غذا مقررہ اوقات میں دی جائے کہ اس سے اسے پابندی وقت کی عادت پڑتی ہے اور صحت بھی اچھی ہوتی ہے۔

۴۔ بچے کو پاخانہ بھی مقررہ اوقات میں ہی کرانا چاہیئے۔ اس سے ایک طرف صفائی میں مدد ملتی ہے تو دوسری طرف بچے کے قویٰ میں لاشعوری طور پر پابندی وقت کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔

۵۔ بچے کو غذا ایک اندازہ کے مطابق دینا چاہیئے تاکہ اس میں قناعت کا مادہ پیدا ہو اور حرص کی عادت پیدا نہ ہو۔

۶۔ بچے کو غذائیں بدل بدل کر دینا چاہیئے ہر شے میں الگ الگ غذائی اجزاء ہوتے ہیں اور انسانی جسم کو سبھی درکار ہوتے ہیں۔

۷۔ جب بچہ اپنے پاؤں پر چلنے لگے تو اس سے چھوٹے چھوٹے کام لینے چاہئیں۔ مثلاً "یہ برتن وہاں رکھ دو" "وہ چیز اٹھا لاؤ" اس سے بچہ میں اطاعت کا مادہ پیدا ہوتا ہے اور ہاتھ سے کام کرنے کا تجربہ ہوتا ہے۔

۸۔ بچے کو اپنے نفس پر کنٹرول کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے وہ یوں کہ کھانے والی اشیاء چھپانے کی بجائے بچہ کے سامنے پڑی ہونا چاہیئے۔ لیکن اسے بتایا جائے کہ مقررہ وقت پر ہی کھانے کو ملے گی۔

۹۔ بچہ کو بے جا پیار اور ڈانٹ ڈپٹ نہیں کرتے رہنا چاہیئے اس سے کئی اخلاقی بیماریاں پیدا ہو سکتی ہیں۔

۱۰۔ بچے کے سلسلہ میں ماں باپ کو ایثار سے کام لینا چاہیئے۔ جو چیز کسی بیماری کی وجہ سے جب تک بچہ نہیں کھا سکتا والدین بھی نہ کھائیں اور نہ گھر میں لائیں۔

۱۱۔ لمبی بیماری میں بچے کی دیکھ بھال نہایت احتیاط سے کرنا چاہیئے زیادہ توجہ، خود غرضی اور چڑ چڑاہٹ پیدا کر دے گی۔ اور بے توجہی اسے باغی بنا سکتی ہے۔

۱۲۔ بچے کو ڈراؤنی کہانیاں نہ سنانا چاہیئے اس سے بچہ میں احساس کمتری پیدا ہوتا ہے اور وہ بزدل ہو سکتا ہے۔

۱۳۔ ہر بچے کو اس کی عمر کے مطابق ذمہ داری ڈالنی چاہیئے تاکہ اسے اس کا احساس ہو۔

۱۴۔ بچے کے دل میں یہ ڈالتے رہنا چاہیئے کہ وہ نیک ہے۔ اس سے اس کے دل میں نیکی کے جذبات پیدا ہوں گے۔

۱۵۔ بچے کو خود اپنے ساتھی نہ چننے چاہئیں بلکہ اچھے اخلاق و کردار کے بچے والدین خود منتخب کر کے دیں۔ کیونکہ بچہ اپنے ساتھیوں سے بہت کچھ سیکھتا ہے۔

۱۶۔ بچہ کو ضد کی عادت سے باز رکھنا چاہیئے ضد کے وقت اس کی توجہ فوراً دوسری طرف کر دینا چاہیئے اور اصل سبب کا سدِ باب کرنا چاہیئے۔

۱۷۔ بچے سے ہمیشہ ادب سے بات کرنا چاہیئے اس طرح وہ بھی دوسروں سے ادب سے پیش آئے گا۔

۱۸۔ بچے کے سامنے جھوٹ، تکبر اور روکھے پن سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اس سے اس کے اخلاق تباہ ہو سکتے ہیں۔

۱۹۔ بچے کو نشہ آور شے سے پرہیز کرنا چاہیئے ورنہ اس کے اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں اور اس سے قوت ارادی اور مستقل مزاجی ختم ہو سکتی ہے۔

۲۰۔ بچے کو الگ بیٹھ کر کھیلنے سے منع کرنا چاہیئے تاکہ بری عادات اور ضیاع اوقات کا عادی نہ بن جائے۔

۲۱۔ بچے کو ننگا نہ ہونے دینا چاہیئے اس سے حیا کی صفت مفقود ہو سکتی ہے۔

۲۲۔ بچے کو اپنی غلطی کے اعتراف کی عادت ڈالنا چاہیئے اس طرح اس میں فراخ دلی وسیع القلبی اور توبہ استغفار کی عادت پیدا ہوگی۔

۲۳۔ بچے کا اپنا بھی کچھ مال ہونا چاہیئے۔ پھر اسے اس کی حفاظت اور بہتر استعمال کی تلقین کرنا چاہیئے کہ آئندہ چل کر اسے اس سے واسطہ پڑے گا۔

۲۴۔ بچے کا کوئی مشترک مال بھی ہونا چاہیئے مثلاً کوئی کھلونا یا ٹرائی سائیکل جسے گھر کے سب بچے استعمال کریں۔ اس سے وہ مل جل کر رہنے کے آداب و طریقے سیکھے گا۔ اور قومی مال کی حفاظت اور ایثار کا جذبہ پیدا ہوگا۔

۲۵۔ بچے کو آداب و قواعد تہذیب ساتھ ساتھ سکھاتے رہنا چاہیئے مثلاً سلام کرنا، کھانے کے آداب وغیرہ۔

۲۶۔ بچے کی مناسب ورزش کا بھی اہتمام ہونا چاہیئے کہ صحت مند ذہن کے لئے صحت مند جسم کی ضرورت ہوتی ہے اور اس سے بچہ جفا کش اور بہادر ہوتا ہے۔ اور یہ اصلاح نفس کے لئے بہت ضروری ہے۔

آج کے بچے ہی کل کے خدام اور انصار ہوں گے۔ پھر وہی قوم کے لیڈر ہوں گے اور انہوں نے ہی جماعت احمدیہ پر پڑنے والی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانا ہے۔ اگر اگلی نسل

باقی صفحہ ۔ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریویو آف ریلیجنز سے ایک مضمون

دہریّت یا خدا کا وجود

مسٹر ہیسون بریڈ فورڈ گاؤ (EVEN BRED FORD GOW) کہتے ہیں۔ این گیلر (ANNE GAYLOR) جو مذہب سے آزادی کی فاؤنڈیشن جس کا مرکزی دفتر میڈیسن، وسکانسن میں ہے۔ اور جو اسکی ایگزیکٹو ایڈیٹر ہیں کہتی ہیں کہ دہریت ہی ایک ایسی بات ہے جسے اخلاقی اور فلسفیانہ طور پر ذہین افراد قبول کر سکتے ہیں۔ خاص طور پر موجودہ دور میں وہ کہتی ہیں کہ جہاں تک بائبل کا تعلق ہے۔ وہ مذہبی عقائد اور خدا تعالیٰ میں یقین دلانے کی بجائے انسان کو دہریت کی طرف لے جاتی ہے۔ مسز گیلر کے مطابق دہریت تک پہنچنے کے لئے بائبل کے مطالعہ سے زیادہ بہتر کوئی راستہ نہیں ہے۔ "یعنی میرے خیال میں گدھوں کے متعلق بات کرنا، یہ کہنا کہ عورت مرد کی پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ اور کہ دنیا کو چھ دنوں میں تخلیق کیا گیا ہے، یا یہ ساری ایسی باتیں ہیں جو ذہن پر دھچکا لگاتی ہیں اور ان کے علاوہ اس میں نسل پرستی بھی ہے۔ اور جنس پرستی بھی۔ مسز گیلر اس بات پر اصرار کرتی ہیں۔ کہ اگر آپ جنس پرستی کی بنیاد کی طرف جائیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مذہب اس کا باعث ہے۔ بہت سے مذاہب دنیا میں ایسے ہیں جو اصرار کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ عورت کو اس کی اپنی جگہ پر رکھا جائے کہ عورتیں خریدی بھی جا سکتی ہیں اور بیچی بھی جا سکتی ہیں۔ عورت کے متعلق رویّہ جو بائبل میں پیش کیا گیا ہے وہ نہایت خطرناک ہے۔ کوئی عورت جو اپنی حیثیت کا ذرہ بھر بھی احساس رکھتی ہے کبھی ان باتوں کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتی۔ کوئی سیاہ فام شخص بھی ایسا نہیں کر سکتا بائبل غلامی کو برداشت کرتی ہے۔

مسٹر گاؤ کہتے ہیں کہ دہریت کی اس تنظیم کی ایگزیکٹو ڈائریکٹر کہتی ہے کہ اگر بائبل کا مطالعہ کیا جائے تو بعض کہانیاں ایسی ہیں کہ وہ آپ کا دل توڑ کر رکھ دیں گی اور مذہب کا کردار ان میں خاصا نمایاں ہے۔ ایک طرف تو دنیا کی آبادی حد سے زیادہ بڑھ رہی ہے تو پھر آپ بتائیں کہ جو عورتیں بچوں کو جنم نہیں دینا چاہتیں وہ غیر ضروری بچوں کو جنم دیں۔ یہ کہاں کی رحم دلی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ مذہب کرواتا ہے۔ اسکے بالمقابل بعض بڑے بڑے لوگ جو واقعی بہت ذہین ہیں نے ایک بالا ہستی کے متعلق غور کر کے جو شواہد اکٹھے کئے ہیں وہ یہ بات مانتے ہیں۔ کہ وہ ہستی ایک حقیقت ہے۔ ان کی نپی تلی رائے یہ ہے کہ بے شک خدا کا وجود موجود ہے۔ مثال کے طور پر ایک نفسیات کے بڑے ماہر ڈاکٹر کارل جنگ کو لیجئے انہوں نے اپنی کتاب (THE UNDISCOVERED SELF) نامعلوم اندرونہ۔ میں اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتا وہ دنیا کی مختلف کیفیتوں کے متعلق کوئی مزاحمتی کارروائی وہ جسمانی ہو یا اخلاقی نہیں کر سکتا۔ صرف ذہنی یا اخلاقی اقدار کافی نہیں ہیں کہ وہ مذہب کے امور پر یقین پیدا کر سکیں کیونکہ یہ محض عقل کے ساتھ تعلق رکھنے والی بات ہے۔

ایک دفعہ ڈاکٹر جنگ کو ٹیلیویژن پر پوچھا گیا کہ کیا وہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس سوال کے جواب میں کارل جنگ نے کہا۔ "مجھے ایمان رکھنے کی ضرورت نہیں۔ میں جانتا ہوں"۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ جانتے ہیں کہ خدا موجود ہے۔ اور جس چیز کو انسان جانتا ہو کہ وہ موجود ہے۔ اس پر اسے ایمان رکھنے کی ضرورت نہیں۔

البرٹ آئن سٹائن نے بھی تقریباً یہی بات کہی تھی۔ کسی چیز کی موجودگی کا علم ہونا جسمیں ہم خود نفوذ نہیں کر سکتے۔ لیکن جو عقل کیساتھ جسکے مظاہر عقلی طور پر سمجھے جا سکتے ہوں اور جو نہایت خوبصورتی کے ساتھ اپنے آپ کو پیش کر رہے ہوں۔ جو ہماری سمجھ میں صرف اور صرف ابتدائی کیفیت ہی میں آ سکتے ہیں۔ یہ ہے وہ علم اور احساسات جن کا حقیقی طور پر مذہب کے رویے کے ساتھ تعلق ہے۔ امریکی فلاسفر ڈاکٹر مارٹیمر ایڈلر (MORTIMER ADLER) نے اپنی تازہ کتاب "مذہب میں جو حقیقت پائی جاتی ہے"۔ (TRUTH IN RELIGION) میں اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ دنیا میں کسی بڑے مذہب کے متعلق یہ کہنا کہ وہ سچا مذہب ہے۔ لازم ہے کہ وہ دو باتوں کو پیش کرے۔ پہلی تو یہ کہ ایک بالا ہستی موجود ہے۔ جو ہر لحاظ سے اپنی ذات کو پیش کرتے ہوئے اپنا وجود منواتی ہے۔ اور جس نے انسان کو اور ساری کائنات کو پیدا کیا ہے اور دوسری بات یہ کہ ہم اس سنہرے اصول پر عمل کریں کہ ہمیں دوسروں کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہیئے جو ہم چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ کریں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اخلاق اور وقار کی اقدار کو سامنے رکھنا چاہیئے اور یہ یقیناً حیوانی رویے سے بالکل مختلف ہوں گی۔ مارٹیمر ایڈلر اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ یہ بات عقلی طور پر نہایت درست ماننی پڑتی ہے کہ خدا تعالیٰ کا وجود موجود ہے۔ اور یہ کہ اس نے انسان کو اور کائنات کو پیدا کیا ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں کہ کیا واقعی اس بات کی ضرورت ہے کہ ایک بالا ہستی پر ایمان لایا جائے۔ اور کیا سائنس دان اس بات میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ وہ دہریت کو ثابت کریں۔ جیسا کہ این گیلر اصرار کرتی ہے۔ جان ٹمپل ٹن جو مذہب اور سائنس کے متعلق اکثر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں نے اپنی کتاب (THE HUMBLE APPROACH SCIENTISTS DISCOVER GOD.) جو نیویارک میں شائع ہوئی ہے میں کہا ہے کہ سائنس دان آہستہ آہستہ کائنات اور قوانین قدرت کے متعلق اپنے نظریات بدلتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ تبدیلی ہمیشہ ایک چھوٹے سے انسانی مرکزی خیال سے انہیں دور لے جاتی رہی ہے۔ دوسروں کے متعلق ....

(ریویو آف ریلیجنز)

سلیم شاہجہانپوری

پُرعظمت گھاٹی

گرانڈ کینین کے ایریا میں داخل ہونے کے بعد تھوڑی دور چل کر میرے داماد عزیزم خالد محمود نے کار پارک کی اور ہم لوگ (میں اور میری بیٹی ڈاکٹر بدر سلیمہ) کار سے باہر آئے۔ یہاں پیشتر ہی سے لاتعداد کاریں ہر طرف موجود نظر آئیں۔ لوگ بڑی کثیر تعداد میں جن میں چینیوں اور ویت نامیوں کی تعداد زیادہ تھی، اس عجیب و غریب شاہکار کا نظارہ کرنے آئے ہوئے تھے قریباً سب کے پاس فوٹو کیمرے تھے اور لوگ گروہ در گروہ جن میں بوڑھے بچے عورتیں اور مرد سبھی شامل تھے رواں دواں نظر آرہے تھے۔ ہر شخص کے چہرے پر بشاشت اور حیرت کے آثار صاف نظر آتے تھے جن کے پاس کیمرے تھے وہ اپنے اپنے پسندیدہ مقامات کی تصویر کشی میں مصروف تھے۔ کبھی اس زاویے سے اور کبھی اُس زاویے سے تمام مناظر کو اپنے کیمرے میں بند کرنے کی کوشش کر رہے تھے تاکہ آئندہ بھی ان دلکش نظاروں سے لطف اندوز ہو سکیں۔

جس وقت میں، خالد سلمہ اور بدر سلیمہ کی رہنمائی میں سیڑھیوں سے نیچے اترا اور سامنے والے آہنی جنگلہ تک پہنچا تو میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اور میں اس حیرت انگیز نظارہ سے اس قدر متاثر و مبہوت ہوا کہ دنیا و مافیہا کی خبر ہی نہ رہی۔ جس طرف بھی نگاہ ڈالتا تھا، وہیں جم کر رہ جاتی تھی بقول شاعر

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

جب تک قدرت کے اس عظیم شاہکار کو نہ دیکھا تھا صرف سنا تھا تو ذہن قیاس آرائیوں میں مصروف تھا۔ کبھی خیال آتا تھا کہ کوئی بہت اونچا پہاڑ ہو گا جس کی بلندیوں پر کوئی غار ہو گا اور وہاں سے نیچے غار میں داخل ہو کر کسی چشمہ تک پہنچنا ہو گا جس کا پانی نہایت سرد اور شیریں ہو گا یا اسی کا کوئی اور خوبصورت اور قابل دید منظر ہو گا۔ مگر یہاں تو معاملہ بالکل ہی برعکس نکلا۔ جتنی بار نگاہ ڈالتے تھے اور جس طرف دیکھتے تھے تو نگاہوں کی تشنگی کچھ اور بڑھ جاتی تھی۔ جی چاہتا تھا کہ اگر بس چلے تو اس ہمہ جہتی خوبصورتی کو سمیٹ کر آنکھوں کے راستے دل کی تہوں تک پہنچا دیا جائے تاکہ اس حسین و جمیل شاہکار کا ایک ایک گوشہ نقش کالحجر بن کر دل کی تختی پر مرتسم ہو جائے اور کبھی مٹنے کا نام نہ لے۔

قدرت نے اپنی چابکدستی کا ایسا حیرت انگیز مظاہرہ کیا ہے اور سنگلاخ چٹانوں کو پتھریلی سلوں کی سیڑھیوں کی شکل میں اس طرح تراشا، ہر طرف پھیلایا اور اتنی گہرائی تک پہنچایا ہے کہ طبیعت عش عش کر اٹھتی ہے اور زبان پر حمدیہ ترانے خود بخود رقص کرنے لگتے ہیں۔ یہ کسی انسانی صناع کا سوچا سمجھا اور ناپ تول کر بنایا ہوا کوئی تعمیراتی کارنامہ نہیں بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ قدرت نے اپنی مٹھی کے ایک جھٹکے سے یہ رنگ برنگے پتھر کہاں بکھیر دیئے ہیں جو نہ صرف سنگ تراشی بلکہ رنگین مصوری اور اقلیدس کے ان دیکھے زاویوں اور اشکال پر مشتمل حسین اور دلوں پر رعب ڈالنے والے

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگاں

میاں محمد ابراہیم

مکرم ڈاکٹر صلاح الدین شمس صاحب

اللہ تعالیٰ اپنی ذات پر کسی کا احسان نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کی راہ میں کی گئی ہر قربانی اور نیکی کا اس سے کئی گنا زیادہ اجر عطا فرماتا ہے۔ ہر دور میں اپنے منفرد ماحول میں نیکی کی توفیق پانے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنے افضال اور برکات سے نوازتا رہا ہے اور اپنی سنت کے مطابق نوازتا رہے گا۔

حضرت مولانا جلال الدین شمس کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دین کی بے لوث خدمت کرنے کی توفیق دی سالہا سال تک وہ دیار غیر میں اپنے بیوی بچوں سے دور احمدیت کی خدمت پر مامور رہے۔ وہ کسی ایسے خاندان کے فرد بھی نہ تھے کہ ان کی موروثی آمد ایسی ہوتی کہ ان کے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتے۔ کیونکہ اس کے لئے زرکثیر کی ضرورت تھی اور یہ انہیں میسر نہ تھی تعلیم و تربیت کے دور میں بچوں کی راہبری اور نگرانی بھی کرنا والدین کی ذمہ داری ہے۔ لیکن حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب دنیا اور اس کی لوازمات سے بے نیاز اور اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کے جذبہ میں منہمک سلسلہ کی ہدایت کے ماتحت اتنے طویل عرصہ تک۔ اپنے بچوں سے دور رہے۔ کہ ان کے بچوں نے جنہوں نے بچپن میں باپ کی شکل تک نہ دیکھی تھی۔ اپنی ماں سے پوچھا کرتے تھے کہ اماں! سب بچوں کا باپ ہوتا ہے۔ کیا ہمارا باپ بھی ہے، ہے تو کہاں ہے اور نیک بخت ماں مختلف حیلوں، بہانوں سے اس سوال کو ٹال کر ان کا دل بہلاتی رہتی۔ الغرض ایک مربی کے بیوی بچوں کو ایک عرصہ تک (جب تک سلسلہ کو منظور ہو) اس سے جدا رہنا پڑتا ہے۔ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرتا رہے) کی جوانی کا ایک طویل عرصہ لندن میں گذرا۔ اور بچے ان سے ہزاروں میل دور قادیان میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں پروان چڑھتے رہے۔ صلاح الدین ان کا بڑا بیٹا تھا۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ محنتی اور فرض شناس تھا۔ پھر میڈیکل کالج میں داخلہ لیا اور اپنے ابا کی غیر حاضری میں ڈاکٹر بن گیا۔ اور بعد میں امریکہ چلا گیا۔ امریکہ میں بھی ڈاکٹری کا امتحان پاس کیا اور اپنی زندگی کے آخری سانس تک وہیں مقیم رہا۔ بمع اپنے بیوی بچوں کے۔

مجھے عزیز صلاح الدین شمس کو اپنے امریکہ کے قیام میں قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ ان میں اپنے باپ کی بہت سی خوبیاں پنہاں تھیں۔ ہنس مکھ۔ مخلص اور مخیّر اور باپ کی طرح سلسلہ کی خدمت کرنے کے جذبہ سے سرشار۔ نیکی اور تقویٰ کا مجسمہ۔ مہمان نوازی اور احمدیت کے لئے قربانی کرنے کے معاملہ میں مستعد۔ پیغام حق پہنچانے کا خاص جذبہ ورثہ میں پایا تھا۔ اور خدمت دین کا جذبہ اپنے عظیم باپ کی طرح قابل تحسین تھا۔ ڈاکٹری کے پیشہ میں جماعتی اور دینی کاموں کے لئے وقت نکالنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر صلاح الدین شمس صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے نیک اور مخلص وجودوں میں سے تھے جن کو اس کے لئے وقت نکال لینے کا ملکہ اور سعادت حاصل تھی۔ زائن سے امیر تھے۔ پھر شکاگو کے زیادہ قریب چلے گئے۔ یہ جگہ عیسائیوں کی ایک معروف اور مرکزی ادارہ کے قریب تھی۔ جہاں مجھے بھی ان کی وساطت سے لیکچر دینے کی دعوت ملتی رہی۔ اور میرا ان کے ہاں کئی کئی دن قیام ہوتا۔ مجھے مہمان رکھ کر بہت خوش ہوتے اپنے علاقہ میں اپنے ماحول میں دعوت الی اللہ کے متعلق مشورہ لیتے اور دیتے احمدیت کا ذکر اور اس کی تعلیم کو دوسروں تک پہنچانا ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ اور سلسلہ کی طرف سے جو افراد اس خدمت پر مامور تھے۔ ان کی محبت اور اخلاص سے خدمت کرنا۔ اپنے ہاں مہمان رکھنا۔ اور اصرار سے جس قدر لمبا عرصہ ان کو ٹھہرانے کا امکان ہوتا۔ اس خواہش میں کامیاب ہو کر۔ بہت ہی مسرور ہوتے۔ مجھ سے بھی بہت ہی انس اور بے تکلفی تھی۔ بچوں کو احمدیت کا خادم بنائے رکھنے کا خاص اہتمام کرتے۔ ان کی اہلیہ کوکب کوثر بھی ان سے پورا پورا تعاون کرتیں اور اس طرح ان کا نیک گھرانہ احمدیت کا گہوارہ بنا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے مال بھی دیا۔ لیکن اس میں سے جماعت کا حصہ ادا کرنے میں وہ ہمیشہ پیش پیش رہے۔

بقیہ: ص۵ سے آگے

مناظر میں تبدیل ہو کر رہ گئے ہیں۔ ہلکی زرد اور سبز سیڑھیوں کے حد نظر تک پھیلے ہوئے سلسلے اور چبوترے اتھاہ گہرائیوں میں اترتے نظر آتے ہیں۔ جو بظاہر بے ترتیب اور بے مقصد نظر آتے ہیں لیکن جب بحیثیت مجموعی کسی ایک حصہ پر بھی نظر ڈالی جائے تو اسی بے ترتیبی میں سے ایک حسین ترتیب اور اسی (بظاہر) لا مقصدیت میں سے ایک عظیم مقصد نمایاں ہو کر سامنے آتا اور انسانی ذہن کی نارسائی، بے چارگی اور تہیدستی پر خندہ زن نظر آتا ہے۔

جب میں نے ایک طرف اس حسین اور پُر شوکت منظر کو دیکھا اور دوسری طرف اسکے نام پر غور کیا تو انسان کے دماغ کا سوچا ہوا یہ نام (GRAND CENYON) مجھے حقیر سا لگا۔ صرف GRAND (عظیم الشان) یا MARVELOUS (نرالا نادر عجیب) یا STUPENDOUS (حیرت افزا عظیم - پر شوکت یا- ASTOURDIND (دنگ کر دینے والا۔ حیران کن) یا FANTASTIC (عجیب و غریب۔ عجوبہ) کہہ دینا تو گویا قدرت کے اس پُر ہیبت اور حسین شاہکار کا منہ چڑانا ہے۔ لغت کا کوئی لفظ قدرت کے اس پیکر جمیل کی ترجمانی نہیں کر سکتا۔ بڑے غور کے بعد یہ حقیر سا جملہ میرے ذہن میں آیا۔

" قرطاس ارض پر قدرت کا حسین و جمیل، پُر شوکت و عظمت اور اچھوتا شاہکار "

بلاشبہ بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک و چمک بھی دلوں پر ہیبت طاری کر دیتی ہے لیکن قدرت کے اس خاموش شاہکار کی عظمت و ہیبت سے دل صرف مرعوب ہی نہیں ہوتے بلکہ اسکا حسن و جمال تو دل میں خالق کائنات کی محبت و عشق کا دریا موجزن کر دیتا ہے جس کی لہریں آنکھوں تک پہنچ کر تشکر کے موتی نچھاور کرنے لگتیں اور زبان اسکی حمد کے ترانے گانے لگتی ہے۔ اور ورد زبان ہو جاتا ہے ؎

اک مرقع شاہکاروں کا ہے یہ قرطاس ارض
اور ہی عالم ہے لیکن تیرے اس شاہکار کا

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے زمین و آسمان بنائے اور زمین کے چپّہ چپّہ پر اپنی قدرت و صنعت کے وہ شاہکار پھیلا کے کر عقل انسانی جن کو دیکھ کر دنگ اور فہم انسان جن کی کنہ معلوم کرنے سے قاصر اور زبان شیریں بیان جن کی ثنا و صنعت میں ناکام و گنگ ہو کر رہ جاتی ہے۔ قدرت کے انہیں نادر اور محیر العقول شاہکاروں میں سے امریکہ کی ریاست اری زونا کی عجوبہ عالم گھاٹی "گرانڈ کینین" بھی ہے جس کے مشاہدہ کے کچھ تاثرات اوپر بیان کئے گئے۔

یہاں مجھے گرانڈ کینین کی تاریخی اور جغرافیائی تفصیلات میں جانے کا نہ کوئی خیال ہے نہ کوئی جذبہ۔ یہ تفصیلات تو کتابوں میں محفوظ اور رسالوں کی زینت بنتی رہتی ہیں۔ جن میں سے چند ایک مجھے بھی دستیاب ہوئیں لیکن میرے لئے تو گرانڈ کینین کا حسین و جمیل اور پُر عظمت پیکر مسحور کن بنا ہوا ہے اور میں بشرط زیست ایک بار پھر اس کے نظارہ کی حسرت دل میں لئے ہوئے واپس جا رہا ہوں اور یہ مصرعہ میرے ورد زبان ہے ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

بقیہ: ص۳ سے آگے

میں اکٹھا پڑ رہا ہے۔ اس وقت یہودا اسکریوطی آپ کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ میرے متعلق ہے اور اس نے کہا کہ اے استاد! یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ مسیح علیہ السلام نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے جو پوری ہو کر رہے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اس شخص نے ساڑھے سات روپیہ لے کر حضرت مسیح علیہ السلام کو بیچ دیا۔ ذلیل سے ذلیل چوروں کے سامنے بھی گورنمنٹ بعض دفعہ پانچ پانچ دس دس ہزار روپے پیش کرتی ہے کہ اپنے ساتھیوں کو پکڑوا دو۔ لیکن وہ نہیں پکڑواتے۔ مگر اس نے ساڑھے سات روپے لے کر اپنے رہبر کو پکڑوا دیا۔ تو درحقیقت صرف مذہب کا لبادہ اوڑھ لینا اور مذہب کے نام پر خوش ہو جانا انسان کے کسی کام نہیں آسکتا۔ جس طرح عنکبوت کا گھر بظاہر گھر ہی کہلاتا ہے لیکن کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس میں گھر کی خصوصیات بھی موجود ہیں اسی طرح صرف سچے مذہب میں شامل ہونا انسان کی نجات کا باعث نہیں بن سکتا۔ نجات کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ انسان غیر اللہ سے کامل انقطاع کر کے خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے اور اسی سے اپنا تعلق قائم رکھے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ بیت العنکبوت میں اپنا سر چھپاتا ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں
"یاد رکھو۔ خدا کی توفیق کے بغیر دین کی خدمت نہیں ہو سکتی۔ جو شخص دین کی خدمت کے واسطے شرح صدر سے اٹھتا ہے خدا اس کو ضائع نہیں کرتا۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ :۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسی لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز ۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۰۵۴ میں بشیر احمد باجوہ ولد غلام رسول صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۳۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن داتا زید کا ضلع سیالکوٹ حال جرمنی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۲/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) رہائشی پلاٹ برقبہ ۱۰ مرلہ واقع ناصر آباد مالیتی ۵۲,۰۰۰/- روپے (۲) نقد بنک بیلنس ۱۰,۲۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ 1460/- DM ماہوار بصورت گزارہ الاؤنس مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد بشیر احمد باجوہ مغربی جرمنی۔ گواہ شد نمبر ۱۔ منیر احمد باجوہ وصیت نمبر ۱۹۶۵۴۔ گواہ شد نمبر ۲۔ سید سلیم احمد گیلانی وصیت نمبر ۲۵۸۴۹۔

مسل نمبر ۲۸۰۵۶ میں مبارک احمد ناصر ولد میاں رحیم بخش صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن احمد نگر نزد ربوہ حال ناگویا جاپان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۹/۹۰ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ پلاٹ برقبہ ۱۵ مرلہ مالیتی ۷۰,۰۰۰/- روپے واقع احمد نگر نزد ربوہ۔ اس وقت مجھے مبلغ دو لاکھ ین ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ مبارک احمد ناصر ناگویا جاپان۔ گواہ شد نمبر ۱۔ اطہر محمود وصیت نمبر ۲۶۰۰۵ گواہ شد نمبر ۲۔ مغفور احمد منیب وصیت نمبر ۲۰۵۵۹۔

مسل نمبر ۲۸۰۵۷ میں طاہرہ اطہر زوجہ اطہر محمود قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر ۳۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۵/۵۱ دارالعلوم وسطی ربوہ حال ناگویا جاپان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۱/۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی وزنی ۶ تولہ مالیتی ۲۰,۰۰۰/- روپے (۲) حق مہر ۱۵,۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے ۲۰,۰۰۰/- ین ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ طاہرہ اطہر زوجہ اطہر محمود ناگویا جاپان گواہ شد نمبر ۱ اطہر محمود خاوند موصیہ وصیت نمبر ۲۶۰۰۵ ۔ گواہ شد نمبر ۲ مغفور احمد منیب وصیت نمبر ۲۰۵۵۹

مسل نمبر ۲۸۰۵۸ میں ڈاکٹر رشیدہ فوزیہ زوجہ ڈاکٹر مبارک احمد شریف قوم پاکستانی پیشہ ڈاکٹر عمر ۲۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۲/۱۳ بیت الحبیب دارالصدر جنوبی ربوہ حال تنزانیہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳/۳/۹۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی ۱۸ تولہ مالیتی ۶۰,۰۰۰/- روپے (۲) حق مہر بذمہ خاوند محترم ۵۰,۰۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ چار ہزار شلنگ تنزانیہ ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ ڈاکٹر رشیدہ فوزیہ ربوہ حال تنزانیہ گواہ شد نمبر ۱ ڈاکٹر مبارک احمد شریف خاوند موصیہ وصیت نمبر ۲۳۸۳۶۔ گواہ شد نمبر ۲ نسیم احمد باجوہ تنزانیہ۔

مسل نمبر ۲۸۰۵۹ میں ادریس احمد بھٹی ولد محمد یوسف بھٹی قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چکوال حال کینیڈا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۵/۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے بیت السکینہ نزد بیت الاحمدیہ جہلم روڈ چکوال برقبہ ۱۶ مرلہ جس کے مالک ہم دو بھائی تین بہنیں ہیں۔ اس وقت مجھے مبلغ ایک ہزار کینیڈین ڈالر ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد ادریس احمد بھٹی ساکن چکوال حال کینیڈا۔ گواہ شد نمبر ۱۔ نسیم مہدی ولد مولانا احمد خان نسیم امیر کینیڈا۔ گواہ شد نمبر ۲۔ سی۔ سلطان احمد ولد شفیع احمد کینیڈا۔

مسل نمبر ۲۸۰۶۰ میں راشدہ پروین مرزا زوجہ مرزا منیر احمد صاحب قوم مغل پیشہ خانہ داری عمر ۲۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کینیڈا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۱۲/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) حق مہر ۵۰۰۰/- روپے بذمہ خاوند محترم (۲) ایک سیٹ پرل کا مالیتی ۱۵۰/- ڈالر کینیڈین (سونا سات ماشے ہے اور پرل کی قیمت 60 ڈالر ہے) (۳) طلائی بالیاں وزنی ۸ ماشے مالیتی ۱۵۰ ڈالر کینیڈین ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- ڈالر ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ راشدہ پروین مرزا کینیڈا۔ گواہ شد نمبر ۱ مرزا منیر احمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲ تیمور احمد چغتائی کینیڈا۔

بقیہ : صفحہ ۴ سے آگے

اعلیٰ پیدا کرنا ہے تو ضروری ہے کہ بچے کی پیدائش سے ہی اس کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھا جائے۔ اسی دوران درد و الحاح سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا بھی کرتے رہنا چاہیئے کہ وہ ہمیں تربیت اولاد کی ذمہ داریاں پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ اگلی نسل بشاشت کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں پورا کرنے والی ہو۔

ماخوذ از ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی اپریل ۱۹۹۱ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

توسیع اشاعت الفضل

مندرجہ ذیل احباب و خواتین نے توسیع اشاعت کے لئے رقوم بھجوائی ہیں۔ قارئین دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

مکرم نصیر احمد صاحب محمود آف امریکہ	۱۰۰/-
〃 چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب سرگودہا	۱۰۰/-
〃 چوہدری سعود اللہ صاحب ۳۵ جنوبی سرگودھا	۱۰/-
〃 بشیر احمد صاحب - شریف احمد صاحب سرگودھا	۵۰/-
〃 عبد المنان محمود صاحب صرافہ بازار کراچی	۱۰۰/-
محترمہ والدہ صاحبہ مبشر احمد صاحب عقب فضل عمر ہسپتال ربوہ	۱۰۰/-
مکرم توقیر احمد صاحب کارکن شعبہ آڈٹ تحریک جدید ربوہ	۵/-
〃 احسان اللہ ناصر چیمہ صاحب مربی سلسلہ احمدیہ	۵۰/-
مکرمہ لئیقہ شاہد صاحبہ یوکے	۲۰۵/-
مکرم انور ندیم علوی صاحب نواب شاہ	۱۰۰/-
مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ زوجہ غلام رسول صاحب ۱۶۱ مراد ضلع بہاولنگر	۲۰/-
مکرم چوہدری محمد یونس صاحب بھنڈا ۱۶۱ مراد ضلع بہاولنگر	۵۰/-
〃 ملک سلطان احمد صاحب معلم وقف جدید	۲۰/-
〃 محمد احمد صاحب تالپور حیدر آباد سندھ	۱۰۰/-
محترمہ امۃ العزیز شاہ رخ بنت مکرم نذیر احمد صاحب ناصر کارکن دار الضیافت ربوہ	۲۰/-
مکرم عبد القادر صاحب منگلا ضلع سرگودھا	۵/-
〃 محمد ظفر اللہ صاحب منگلا ضلع سرگودھا	۵/-
〃 محمود احمد صاحب منگلا ضلع سرگودھا	۵/-
جماعت احمدیہ منگلا ضلع سرگودھا	۴۶/-
مکرم حافظ غلام محمد صاحب منگلا ضلع سرگودھا	۲۴/-
〃 محمد شفیع صاحب منگلا ضلع سرگودھا	۵/-
〃 خضر حیات صاحب نمبردار منگلا ضلع سرگودھا	۵/-
〃 احمد خان صاحب حویلی مجوکہ ضلع سرگودھا	۱۳/-
〃 غلام حسین صاحب چاہ سردار والا ضلع سرگودھا	۵۰/-

ضرورت ہے

ہمیں اپنی فیکٹری میں کام کے لئے درج ذیل اسامیوں کی ضرورت ہے۔
۱۔ ہیڈ آفس کلرک 1 عدد عمر کم از کم ۲۵ سال۔ ۲۔ خدمت گار (دفتر کے لئے) 1 عدد عمر کم از کم ۲۰ سال

میاں بھائی

۱۰۔ منٹگمری روڈ۔ لاہور
فون: ۲۲۳۳۷۳ - ۲۲۳۳۷۲

بے اولاد

مردوں کیلئے کورس 200/-
SPERMATOZDA COURSE
عورتوں کیلئے کورس 100/-
STERILITY COURSE
اٹھراء کورس 90/- ATHRA COURSE
تفصیلی لٹریچر مفت
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون: ۶۰۶ ، ۶۰۷ ، ۷۷۱

پاکستان میں آٹومیٹک پلانٹ پر تیار کردہ

سپر ایشیا واشنگ مشین

مکمل پلاسٹک باڈی۔ شاک سے محفوظ
حسن ٹریڈرز
الناصر مارکیٹ۔ ربوہ
فون: ۴۵۴

ملکی خبریں

○ وزیر اعظم نے قوم کے نام ایک نشری تقریر میں کہا ہے کہ میں سارے کام چھوڑ کر امن و امان کو فوقیت دے رہا ہوں۔ اور اس مقصد کے لئے پارلیمنٹ سے وہ تمام اختیارات حاصل کروں گا جن کے ذریعے لوگوں کا سکھ چین بحال کر دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ آئین اور قانون کی مدد سے عوام کی نیندیں حرام کرنے والوں کو کچل دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ناجائز اسلحہ جمع کرانے کی مدت میں توسیع کر کے عام شہریوں کو اپنی حفاظت کے لئے خاص قسم کا اسلحہ رکھنے کی اجازت دے دی جائے گی۔

○ وفاقی وزیر اعجاز الحق نے ایک دوسرے وفاقی وزیر کے خلاف بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ الذوالفقار کے خلاف کارروائی کے فیصلے سے وفاقی وزیر چوہدری نثار گھبرا گئے ہیں۔

○ وفاقی مشیر شیخ رشید نے کہا ہے کہ پیر پگاڑا ڈراؤنے خواب دیکھتے ہیں صبح آکر بیان کر دیتے ہیں۔

○ واشنگٹن سے ایک ممبر نے کہا ہے کہ مسئلہ کشمیر پر پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ کا امکان ہے اور یہ جنگ ایٹمی جنگ بھی ہو سکتی ہے۔

○ جماعت اسلامی کے سربراہ قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ آئی جے آئی اور پی ڈی اے میں تعاون بڑا ضروری ہے۔

○ آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر میں واقع کنٹرول لائن پر اسرائیلی کمانڈوز نے پرواز کی ہے۔

○ سندھ کے وزیر اعلیٰ جام صادق نے دعویٰ کیا ہے کہ سندھ کی صورت حال کنٹرول میں ہے۔

○ فیصل آباد میں سپاہ صحابہ کے رکن قاری یوسف کو قتل کر دیا گیا۔

○ انجمن سپاہ صحابہ نے چنیوٹ کی انتظامیہ سے عدم تعاون کرنے کا اعلان کر دیا۔

○ محرم الحرام میں فرقہ وارانہ فسادات کرانے اور ملک میں تباہی پھیلانے کی غیر ملکی سازش کا انکشاف ہونے پر متعدد غیر ملکی گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ اور ان کے قبضے سے اہم عمارات کو تباہ کرنے کی دستاویزات اور تباہ کاری کے آلات برآمد کر لئے گئے ہیں۔ ان سازشوں کے پیش نظر محرم میں سخت حفاظتی انتظامات کر لئے گئے ہیں۔

○ اپوزیشن پی ڈی اے نے حکومت سے مذاکرات کرنے کے لئے اپنی شرائط پیش کر دی ہیں۔

○ حکمران مسلم لیگ نے کہا ہے کہ ملک میں امن و امان کی صورت حال تشویشناک ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ بھارتی حکومت کشمیری حریت پسندوں کے ہاتھوں اغوا ہونے والے بھارتی آئل کارپوریشن کے اعلیٰ افسر کی رہائی کے بدلے پانچ حریت پسندوں کو رہا کرنے پر آمادہ ہو گئی ہے۔ ان کشمیری حریت پسندوں کو کسی نامعلوم قید خانے سے بذریعہ ہیلی کاپٹر سری نگر پولیس کمپلیکس میں منتقل کر دیا گیا ہے۔

○ سلامتی کونسل نے عراق کو آخری الٹی میٹم دیا ہے کہ وہ ۲۵ جولائی تک ایٹمی سامان کی مکمل فہرست ان کے حوالے کر دے ورنہ نتائج بھگتنے کے لئے تیار ہو جائے۔

○ بھارتی پنجاب میں تشدد کے واقعات میں ۲۲ افراد ہلاک ہو گئے۔

○ نائیجیریا کے ۲۴۷ حاجی جو حج کرنے کے بعد واپس جاتے ہوئے جدہ ائرپورٹ پر حادثے کا شکار ہوئے تھے ان کو سعودی عرب میں سپرد خاک کر دیا گیا ہے۔

○ چین کو اس صدی کے بدترین سیلاب کا سامنا ہے شنگھائی سمیت لاکھوں کی آبادی والے بیسیوں شہروں کی تباہی کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ تاہم ابھی بھی مون سون کی بارشیں لگاتار جاری ہیں۔ اور مزید بارشوں کی پیشگوئی کی گئی ہے۔

○ بھارتی وزیر اعظم مسٹر نرسیما راؤ نے کہا ہے کہ وہ ایٹمی اسلحہ کا پھیلاؤ روکنے کے کسی معاہدے پر کسی صورت میں دستخط نہیں کریں گے۔

○ یوگوسلاویہ کی وفاقی حکومت نے سلووینیا اور کروشیا کو فوجیں واپس بیرکوں میں نہ بھیجنے پر حملے کی دھمکی دے دی ہے۔

○ امریکی ایوان خارجہ کی کمیٹی نے کہا ہے کہ صدام حسین کے ساتھ بیروت میں متعین امریکی خاتون سفیر نے جو باتیں کیں ان سے امریکیوں کو دھوکہ دیا گیا ہے۔ وہ گفتگو کچھ کرتی رہی ہیں اور اپنے محکمہ کو کچھ اور بتاتی رہی ہیں۔ واضح رہے کہ امریکی خاتون سفیر سے یہ بات منسوب کی گئی تھی کہ انہوں نے صدام کو کہا تھا کہ اگر وہ کویت پر قبضہ کر لیں تو امریکہ کوئی ردعمل ظاہر نہیں کرے گا۔

○ جرمن وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ صنعتی ملکوں کو روس کے سلسلے میں نرم رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔